وصیّت کا بیان

وارث کیلئے وصیّت

سوال : زید اپنی تمام جائیداد میں اس طرح وصیت کرتا ہے کہ اس وقت میری کوئی اولاد نہیں۔ اگر میری زندگی میں میری اولاد ہو جائے تو وہ میری مذکورہ جائیداد کی مالک و مختار ہوگی۔ اور اگر میری اولاد نہ ہو۔ تو میری بیوی بشرطیکہ میرے حق میں بیٹھی رہے مذکورہ جائیداد سے صرف اپنا گزارہ کر سکتی ہے اسے بیچنے کا کوئی حق نہیں۔ اور میری بیوی کے مرنے کے بعد میری تمام جائیداد کی مالک و مختار مسجد ہوگی۔ اور مسجد بھی مذکورہ جائیداد کو فروخت کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔ اس کی آمدنی مسجد مذکورہ کی ضروریات میں یا اس کے طلباء پر خرچ ہو سکتی ہے زید کا وارث سوائے اس کی بیوی کے اور کوئی نہیں ہے ہاں متوفی وصیت کنندہ کے باپ کا حقیقی بھائی بھانجا موجود ہے کیا یہ وصیت از روئے قرآن و حدیث درست ہے؟ امام الدین، محمود احمد گل کالونوالی وزیر آباد

جواب : صورت مسئولہ میں وصیت شرعاً بالکل غلط ہے اس کی وجہ حسب ذیل ہے۔

اولاد اگر ہو گئی تو وہ شرعاً وارث ہے وصیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور عورت کے حق میں وصیت کی یہ بھی غلط ہے حدیث میں ہے لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ یعنی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ عورت چونکہ خاوند کے مرنے کے بعد وارث ہوتی ہے اس لئے وصیت مذکورہ جائز نہیں۔ نیز عورت سارے مال کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ اگر خاوند کی اولاد ہو۔ تو اس صورت میں وہ آٹھویں حصے کی وارث ہوگی۔ اور اگر اولاد نہ ہو تو چوتھا حصہ کی مالک ہوگی اور عورت کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کا حق ہوگا۔ مسجد وغیرہ کا اس میں کوئی حق نہیں اور اگر عورت اپنی زندگی میں اس کو فروخت کرنا چاہے یا ہبہ کرنا چاہے تو ہر قسم کے تصرفات کا اسے اختیار ہے کیونکہ وراثت میں جو حصہ آتا ہے وہ وارث کی ملک ہوتا ہے اگر خاوند کی اولاد نہ ہو تو بیوی کا حصہ دینے کے بعد جو بچے گا۔ وہ حقیقی بھانجے کا حق ہے۔

نوٹ : صورت مسئولہ میں مسجد وغیرہ کے متعلق جو وصیت ہے وہ عورت کے مرنے کے بعد ہے اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ عورت کے لئے جو وصیت کی ہے اس کے ساتھ مسجد وغیرہ کی وصیت معلق

عورت کے لئے چونکہ وصیت باطل ہے اس بنا پر مسجد وغیرہ کی وصیت بھی باطل ہو جائے گی۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ متوفی کی نیت معلق کرنے کی نہ ہو بلکہ مسئلہ میں غلطی کی وجہ سے اس نے یہ سمجھا کہ آخر یہ جائیداد عورت کے مرنے کے بعد فارغ ہو سکتی ہے اور راہ اللہ صرف ہوگی۔ اس بنا پر اس نے عورت کے مرنے کے بعد مسجد وغیرہ کی وصیت کا ذکر کیا۔ اس صورت میں عورت کے لئے وصیت باطل ہونے سے ——— مسجد وغیرہ کی وصیت باطل نہیں ہوگی۔ جب یہ باطل نہ ہوئی تو سارے ترکہ سے تہائی مال مسجد وغیرہ کے لئے الگ کر کے باقی ترکہ میں وراثت جاری رہے گی۔ چوتھا حصہ عورت کو ملے گا۔ باقی حقیقی بھانجے کا۔ اور اگر اولاد ہو گئی تو آٹھواں حصہ عورت کا اور باقی اولاد کا۔ چونکہ مسجد وغیرہ کی وصیت میں دو احتمال ہیں اس لئے وصیت کنندہ سے دریافت کرنا چاہیئے کہ اس کی نیت معلق کرنے کی تھی یا نہیں۔ جیسا وہ بیان دے اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے اور اگر مر چکا ہو تو پھر محمل وصیت مشکوک ہے۔ مشکوک وصیت کے ساتھ وارثوں کی حق تلفی نہیں ہو سکتی۔ ان کو وراثت کا حق پورا ملنا چاہیئے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبداللہ امرتسری مدرسی حال لاہور، جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ

مرضِ موت میں پوتے کو بیٹے کے قائم مقام کرنا وصیت ہے یا نہیں؟

سوال: زید کے دو بیٹے بکر اور عمرو ہیں اور تین بیٹیاں زینب، کلثوم، فاطمہ ہیں۔ زید کے حین حیات ہی بکر حسب الارادہ تم ایک لڑکا چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ اب زید نے دیکھا کہ اس کا پوتا خالد اس کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے اس لئے زید نے اپنی مرضِ موت میں یہ وصیت کی کہ میں خالد کو اس کے باپ کی جگہ رکھتا ہوں۔ یعنی جو حصہ خالد کے باپ کی زندگی میں اس کو ملتا تھا۔ وہی حصہ میرے بعد خالد کو ملے گا۔ میرے انتقال کے بعد جتنا حصہ میرے لڑکے عمرو کو ملے گا۔ اسی قدر میرے پوتے خالد کو بھی ملے گا۔

اس وصیت میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن میں تنازع واقع ہوا عبداللہ کہتا ہے کہ یہ وصیت صحیح نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ غیر وارث کو وارث قرار دینا شارع کا کام ہے اس کے سوا اور کسی کو اس بات میں کچھ دخل نہیں ہے۔ خواہ وہ توریث بالوصیت ہو یا بلا وصیت ہو۔ ہاں اگر زید اپنے پوتے خالد کو بالتعیین کچھ نقد یا کچھ جائیداد دینے کی وصیت کرنا چاہے تو جائز ہے لیکن ثلث سے زائد نہ ہو اور عبدالرحمٰن کا قول ہے کہ زید اپنی میراث سے ثلث تک

وصیت کرسکتا ہے جس طرح وہ چاہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی میراث میں محروم عن الارث کو دیگر وارث کے برابر یا دو گونہ یا سہ گونہ یا نصف یا ربع حصص کی وصیت کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب مدلل ہونا چاہیئے

فقط والسلام۔ ابوالقاسم محمد حسین رحمانی مرشد آبادی خریداری ۱۱۵۹

جواب۔ قرآن مجید میں ہے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پ ۲ ع ۷)

ترجمہ:۔ جو شخص وصیت کرنے والے کی غلطی یا گناہ سے ڈر کر فریقین میں صلح کرادے اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک خدا غفور و رحیم ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب وصیت صحیح طریق پر نہ ہو تو کسی شخص کے درمیان پڑ کر مصالحت کرادینے کا حق حاصل ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ مرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے پوتے خالد کو کچھ ملے اور اس میں شبہ نہیں کہ مرنے والے کو شریعت کی طرف سے تہائی تک دینے کا اختیار ہے۔ مگر جو صورت اس نے اختیار کی ہے کہ میں خالد کو اس کے باپ کی جگہ رکھتا ہوں، جس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ جتنا حصہ اس کے باپ کا ہے اتنا حصہ اس کو ملے۔ یہ تو خالد اس کا حقدار نہیں بلکہ اس کا حصہ تہائی ہے۔

پس اب دیکھنا چاہیئے کہ خالد کے باپ کو ترکہ کی تہائی حصہ آتا ہے کم و بیش اگر تہائی یا تہائی سے زائد آتا ہے تو صرف تہائی دے دیا جائے زائد نہ دیا جائے۔

(۱) عبداللہ کا یہ کہنا کہ غیر وارث کو وارث قرار دینا شارع کا کام ہے اس کے سوا کسی کو کچھ دخل نہیں اس کلام سے اگر عبداللہ کا یہ منشا ہے کہ خالد کو بالکل محروم کردیا جائے۔ نہ اس کو تہائی مل سکتی ہے نہ کم۔ تو یہ منشا آیت مذکورہ کے خلاف ہے کیونکہ آیت مذکورہ اس بات کو چاہتی ہے کہ اگر وصیت غیر صحیح طریق پر ہو تو اس کو صحیح طریق پر لانے کا حق حاصل ہے جس کا بیان ہم نے کردیا ہے کہ خالد کے باپ کو اگر تہائی یا تہائی سے کم حصہ آتا ہے تو خالد کو یہ دے دیا جائے اگر زائد آتا ہے تو صرف تہائی دیدی جائے زائد نہ دیا جائے۔

اور اگر عبداللہ کا منشا مذکورہ بالا کلام سے خالد کو بالکلیہ محروم کرنے کا نہیں بلکہ منشا یہ ہے کہ خالد کے باپ کی تین حالتیں ہیں (۱) یہ کہ اس کا حصہ ترکہ میت سے تہائی ہو (۲) یہ کہ تہائی سے کم ہو (۳) یہ کہ تہائی سے زائد ہو پہلی دو حالتوں میں اپنے باپ کے قائم مقام ہوسکتا ہے یعنی تہائی یا تہائی سے کم حصہ لے سکتا ہے۔ تیسری حالت میں باپ

کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس حالت میں صرف تہائی کا حقدار ہے تو عبداللہ کا یہ منشار آیتِ مذکورہ کے بالکل موافق ہے اس کے مطابق عملدرآمد ہونا چاہیئے، چنانچہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم مدینہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۴۰ء

مورث کی امانت پر وارث قبضہ کر لیں تو ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا کیا اس کی زندگی میں وراثت جاری ہو سکتی ہے۔

سوال : زید کے والدین نے اپنی حیات میں کچھ روپیہ، زیور اپنی دو لڑکیوں کو دے دیا، بلکہ ایک لڑکی نے اپنی دو عدد ڈنڈیاں طلائی ۲ تولہ وزنی جو کہ اسے رکھنے کو دیں قبضہ کر لیا واپس نہیں دیں اور بھی جو کچھ ملا رکھ لیا۔ دوسری لڑکی نے کچھ رقم دو صد یا زیادہ جو کہ اس کے پاس امانت رکھی ضبط کر لی واپس نہیں دی۔ اب زید پر دو لڑکیوں کے والدین فوت ہو گئے۔ وہ اپنے بعد ۱۹ بیگہ تمام اراضی چھوڑ گئے جس کو وہ اپنی حیات میں رہن کر گئے۔ اراضی ابھی تک رہن ہے زید نے اس کو واپس نہیں لیا۔ نیز وہ اپنی جدی جائیداد کا ایک مکان چھوڑ گئے۔ لیکن زید نے اپنی کمائی سے ایک مکان خریدا اور کچھ اور مکان بنوایا۔ اب زید کے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھ کو ایک مکان میرے مہر میں دو، جو کہ دو ہزار کا مہر ہے۔ زید نے بڑے لڑکے کو پڑھایا۔ اور اس کی شادی میں اس کی بیوی کو ۶۰۰ یا ۷۰۰ کا زیور ڈالا اور پارچہ جات بھی۔ ایک لڑکی کی شادی کی اور اس کو زیور تقریباً ۲۰۰ روپے کا ڈالا اور تقریباً پارچہ جات و برتن وغیرہ جہیز میں دیے جو ۲۰۰ روپے کی مالیت کے ہوں گے۔ اب ایک لڑکا ۱۸ سال ہے جو کہ پڑھتا ہے اور ایک چھوٹا پانچ سال اور تین لڑکیاں ہیں ایک اور لڑکی کی شادی کی جس کو جہیز میں زیور و برتن و پارچہ جات دیئے جو تین صد روپیہ کی مالیت ہوں گے۔

زید دریافت کرتا ہے کہ زمین کی نسبت تقسیم کے متعلق کیا کرے اور تینوں مکانوں میں بیوی، لڑکے و لڑکیوں کی بابت کس طرح سے حصہ تقسیم کرے۔ قرآن و حدیث کے مطابق فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ وہ بیوی کو مہر میں کیا دے اور حصہ کیا دے۔ اور لڑکے لڑکیوں و بہنوں کو کیا دے۔ ہر بات کا خیال فرما کر جواب باصواب سے مشکور فرمایا جائے تاکہ اللہ کے ہاں سے سرخروئی حاصل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور ثواب عظیم عطا کرے۔ آمین

مرسلہ آپ کا خادم حبیب الرحمٰن بدوپڑ معرفت بابو حبیب اللہ ۲۸

جواب ۔ زید کے والدین نے اگر زید کو کچھ نہیں دیا اور اس کی ہمشیرگان نے امانتوں پر قبضہ کر لیا ہے تو امانتیں اور زمین مذکورہ اور ان کے علاوہ جو کہ والدین کا ترکہ ہو۔ اس تمام کے ۴ حصے کئے جائیں۔ ایک ایک زید کی ہمشیرگان کا ہے اور دو زید کے۔ مگر یہ چار حصے والدین کا قرض اتارنے کے بعد ہوں گے۔ جس میں گروی زمین والا قرض بھی داخل ہے اس زمین کی قیمت لگائی جائے اور اس کے علاوہ جو کچھ والدین نے چھوڑا ہے اس کی بھی قیمت لگائی جائے۔ اور دونوں قیمتوں سے قرض کا اندازہ الگ کر کے باقی کے چار حصے بنائے جائیں پھر دیکھا جائے کہ لڑکیوں نے جس چیز پر ناجائز قبضہ کیا ہے وہ اس کے حصوں کے برابر ہے یا کم و بیش ہے۔ اگر برابر ہے تو زید اپنے دو حصے لیلے اور لڑکیوں کے حصوں کو پھر چار پر تقسیم کر کے ایک ایک لڑکیوں کو دے دے اور دو خود زید لیلے۔ اور اگر کم ہے تو زید یہ کمی ان کے دو حصوں سے ان کو پوری کر دے۔ اور باقی کے چار حصے کر کے بدستور بانٹ دے۔ اور اگر زیادہ ہے تو زید ان کے دو حصوں سے اپنا حق پورا کرے۔ یعنی جتنا ان دونوں نے لیا ہے اتنا یہ اکیلا لیلے۔ اور باقی کے بدستور چار حصے کر دے۔ لڑکیوں نے جس چیز پر ناجائز قبضہ کیا ہے اگر وہ بھی کم و بیش ہو تو جس لڑکی کے پاس کم ہے اس کی کمی بھی ان کے دو حصوں سے اسی طرح پوری کر دی جائے۔ یہ تو زید کے والدین کی جائداد کا فیصلہ ہے۔ رہی زید کی اپنی جائداد سو اس میں وراثت ابھی تک جاری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وراثت مرنے کے بعد ہوتی ہے۔ ہاں بیوی کو جو کچھ مہر دینا ہے وہ جس طرح بیوی رضامند ہو اس طرح ادا کر دے۔ خواہ نقدی کی صورت میں یا مکان وغیرہ کی صورت میں۔ باقی اس کی اپنی جائیداد ہے جس طرح چاہے تصرف کرے۔ صرف اتنی بات ہے کہ اولاد کو دینے میں انصاف کرے اس کی تفصیل مطلوب ہو تو اخبار تنظیم جلد نمبر ۹ کا نمبر ۲۸ ملاحظہ ہو۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ

وراثت میں حیلہ سازی

سوال ۔ یتیم لڑکی کے ولی زید کو اس ڈر سے یتیمہ کا نکاح نہیں کرتا۔ کہ کہیں جائیداد سے حصہ نہ دینا آ جائے اگر رشتہ طلب کرنے والا یہ کہے کہ اس حصہ کے برابر فرضی طور پر میں دے دیتا ہوں۔ بعد نکاح ہمیں واپس آ جائے۔ تو کیا ایسی حیلہ سازی درست ہے؟

جواب ۔ اس طریق سے لڑکی کا حق ادا نہیں ہوتا نہ زید امین بری ہوتا ہے۔ البتہ لڑکی کی شے حسب لڑکی کے حوالے کی جائے۔ پھر وہ خوشی سے چھوڑ دے۔ تو اس طرح سے زید بری ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس حیلہ سازی سے نکاح ہو گیا ہے تو نکاح صحیح ہے اور جو کچھ زید کو دیا ہے وہ مہر میں شامل ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔ ایّما امرأۃ

نُكِحَتْ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ الرَّجُلُ عَلَيْهِ ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ۔ رواہ احمد والاربعۃ الا الترمذی بلوغ المرام ص

ترجمہ۔ جونسی عورت مہر پر یا عطیہ یا وعدہ پر نکاح کرے عقد نکاح سے پہلے جو کچھ ہے اُس کا ہے اور عقد نکاح کے بعد جو کچھ ہے وہ اس کا ہے جس کو دیا جائے اور بہت حقدار شے جس پر انسان کی عزت ہو اس کی بیٹی ہے یا بہن ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احمد دین نے جو کچھ دیا ہے یا وعدہ کیا ہے وہ چونکہ عقد نکاح سے پہلے ہے اس لئے وہ عورت کا ہے اس میں نہ احمد دین کا حق ہے نہ زید کا۔ فقط عبداللہ امرتسری روپڑ

نکاح کا بیانؒ

خطبہ منگنی

منگنی وعدہ ہے یا نکاح

سوال:۔ عرصہ بارہ سال کا ہوا کہ زید نے بکر کو کہا کہ آپ اپنی لڑکی کا رشتہ میرے لڑکے سے کر دیں۔ بکر نے جواباً کہا کہ جاؤ میں نے اپنی لڑکی تم کو دیدی۔ چنانچہ رواج کے مطابق زید کا منہ میٹھا کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد زید نے بکر کی لڑکی کو زیورات و پارچات پہنا دیئے۔ جس کو منگنی کہتے ہیں اب زید نے بکر کو کہا کہ نکاح کی تاریخ مقرر کر دیں جواباً بکر نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ تمہیں نہیں دیتا۔ کسی اور جگہ کروں گا۔ اپنے کپڑے اور زیور واپس لے لو۔ چنانچہ اس پر زید نے مولوی صاحب سے فتویٰ لیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ لڑکے والا لڑکی والے کے پاس بطریق سائل گیا۔ اور اس نے کہا کہ جاؤ میں نے تم کو لڑکی دیدی۔ پس نکاح ہو گیا اب وہ دوسری جگہ لڑکی کا نکاح نہیں کر سکتا لیکن مہر کا سوال باقی ہے سو اس کا فیصلہ یہ ہے کہ مہر مثل ہوگا۔ اس فتویٰ پر اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک فریق تو یہ کہتا ہے کہ ابھی نکاح نہیں ہوا صرف منگنی ہوئی ہے ایسی صورت میں لڑکی والے کو اختیار ہے چاہے کچھ کرے۔ دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ جب لڑکی والے نے اقرار کر لیا تھا۔ اور یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی لڑکی تم کو دیدی تو لڑکی والا دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتا۔ شریعت کی رو سے بتائیں کہ صورت مذکورہ بالا میں نکاح ہو گیا یا نہیں؟ اگر ہو گیا تو دوبارہ لڑکی